قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 4 جنوری 2022ء | 30 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 4 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:03

ارشاد باری تعالیٰ

فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ ۙ﴿۸﴾ وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۹﴾ وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ ﴿۱۰﴾ یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ﴿ۚ۱۱﴾

(القیامہ: 8 تا 11)

ترجمہ: تو (جواب دے کہ) جب نظر چندھیا جائے گی۔ اور چاند گہنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے۔ اُس دن انسان کہے گا فرار کی راہ کہاں ہے؟

فرمان خلیفہ وقت

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایک آواز جو ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھی تھی دنیا کے 210 ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے اور یہی آپ کی سچائی کی دلیل بھی ہے۔ دور دراز کے علاقے جہاں تیس چالیس سال پہلے تک بھی احمدیت کے پہنچنے کا تصور نہیں تھا، نہ صرف وہاں پیغام پہنچا ہے بلکہ وہاں ایسے پختہ ایمان والے اللہ تعالیٰ پیدا فرما رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک واقعہ بھی بیان کرتا ہوں۔ بینن افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ وہاں 2012ء میں ایک جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ وہاں کے ایک گاؤں کے ایک احمدی، ان کا نام ابراہیم صاحب ہے۔ انہوں نے احمدیت قبول کی۔ اس سے پہلے یہ مسلمان تھے اور کافی علم رکھنے والے تھے اور احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے اخلاص و وفا میں ترقی کرنی شروع کی۔ اپنے رشتہ داروں کو بھائیوں وغیرہ کو تبلیغ کرنی شروع کی۔ ان کے بھائی نے ان کی تبلیغ سے تنگ آ کر کہ یہ تبلیغ کر کے ہمیں ہمارے دین سے ہٹا رہا ہے، ان سے لڑائی کرنی شروع کر دی لیکن یہ تبلیغ کرتے رہے۔ لوگوں کو احمدیت کا پیغام، حقیقی اسلام کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اور اس طرح ان کی کوششوں سے ارد گرد کے تین گاؤں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں شامل ہو گئے۔ تو ابراہیم صاحب کے بھائی نے اپنے ایک دوست کے ساتھ مل کے ان کے قتل کا منصوبہ بنایا کہ یہ تو احمدیت کو پھیلاتا چلا جا رہا ہے اس لئے ایک ہی علاج ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ ابراہیم صاحب کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ان کا بڑا بھائی اور اس کا دوست کوئی گڑھا کھود کر اس میں کچھ ڈال رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خواب کے تین دن بعد ہی ان کے بڑے بھائی کا دوست اچانک بیمار ہوا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ اس پر ان کے بھائی نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ احمدی جو ہے اس نے میرے دوست کو کوئی جادو ٹونہ کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ کہتے ہیں کہ میں نے پھر ایک خواب دیکھی کہ ان کا بھائی ایک درخت کے ساتھ لگ کر خود کو ماپ رہا ہے۔ اس علاقے میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی قبر کھودنے کے لئے ایک درخت کے

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- سلام بحضور سیّد الانام صلی اللہ علیہ وسلم (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری (قسط 26)
- حضرت مرزا غلام اللہ صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ
- جہازوں کا قبرستان۔ بون یارڈ (AMARG)

فرمانِ رسول ﷺ

آخری زمانہ کی نشانیاں

مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل کی نشانیوں کے بارہ میں آپ ﷺ نے فرمایا:

’’علم ختم ہو جائے گا، جہالت کا دور دورہ ہو گا، زنا بکثرت پھیل جائے گا، شراب عام پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں باقی بچ رہیں گی، جس کی وجہ سے پچاس پچاس عورتوں کا ایک ہی نگران اور سرپرست ہو گا۔‘‘

(ماخوذ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’قیامت اس وقت آئے گی... علم چھن جائے گا، زلازل کی کثرت ہو گی، تیز رفتاری کی وجہ سے وقت قریب محسوس ہو گا، بڑے گھمبیر فتنوں کا ظہور ہو گا، قتل و غارت عام ہو گی مال کی فراوانی ہو گی... لوگ بلند تر عمارات بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ حالات اس قدر خراب ہوں گے کہ انسان کسی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے تمنا کرے گا کہ کاش میں مر کر اس قبر میں دفن ہو چکا ہوتا۔‘‘

(ماخوذ بخاری، کتاب الفتن باب خروج النار)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

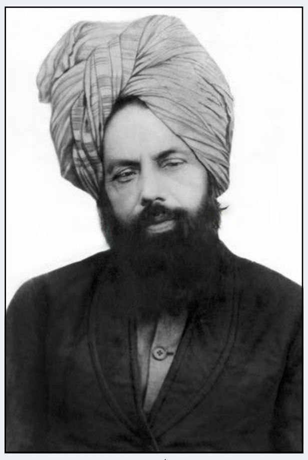

مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی، مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

’’میں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پرآشوب زمانے میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں‘‘

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 34)

سلام بحضور سیّد الانام صلی اللہ علیہ وسلم

بدرگاہِ ذی شانِ خیرُ الاَنامؐ
شَفیعُ الوَرٰی، مَرجعِ خاص و عام
بَصد عجز و مِنّت بَصد اِحترام
یہ کرتا ہے عرض آپؐ کا اِک غُلام
کہ اے شاہِ کونَین عالی مقام
عَلَیْكَ الصَّلوٰةُ عَلَیْكَ السَّلَام

حَسینانِ عالَم ہوئے شرگیں
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نُورِ جبیں
پھر اس پر وہ اَخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے، آفریں
زہے خُلقِ کامل، زہے حُسنِ تام
عَلَیْكَ الصَّلوٰةُ عَلَیْكَ السَّلَام

خَلائق کے دِل تھے یقیں سے تہی
بتوں نے تھی حَق کی جگہ گھیر لی
ضَلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپؐ کے دم سے اُس کا قیام
عَلَیْكَ الصَّلوٰةُ عَلَیْكَ السَّلَام

محبت سے گھائل کیا آپؐ نے
دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
جہالت کو زائل کیا آپؐ نے
شریعت کو کامل کیا آپؐ نے
بیان کر دیے سب حلال و حرام
عَلَیْكَ الصَّلوٰةُ عَلَیْكَ السَّلَام

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال
وہ سب جمع ہیں آپؐ میں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال
ہر اِک رنگ ہے بس عدیمُ المثال
لیا ظُلم کا عَفو سے اِنتقام
عَلَیْكَ الصَّلوٰةُ عَلَیْكَ السَّلَام

مقدس حیات اور مطہَّر مذاق
اِطاعت میں یکتا، عبادت میں طاق
سوارِ جہانگیرِ یکراں بُراق
کہ بگذشت اَز قصرِ نیلی رِواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عَلَیْكَ الصَّلوٰةُ عَلَیْكَ السَّلَام

عَلَمدارِ عُشاقِ ذاتِ یگاں
سپہدارِ افواجِ قدوسیاں
معارِف کا اِک قُلزُمِ بیکراں
اِفاضات میں زندۂ جاوداں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام
عَلَیْكَ الصَّلوٰةُ عَلَیْكَ السَّلَام

ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ

دربارِ خلافت

اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعے پکڑ کے بیعت کروائی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت میاں رحیم بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس روز عبدالحق غزنوی کے ساتھ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مباہلہ امرتسر میں ہوا میرے والد صاحب اس مباہلہ میں موجود تھے۔ وہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت حضرت صاحب نے دعا مانگی۔حضرت مولانا نورالدین صاحب کو غشی آ گئی اور وہ برداشت نہ کر سکے۔ (یعنی انہوں نے بھی بہت رِقت سے اور شدت سے دعا کی تو اُس کی وجہ سے حالت خراب ہوگئی) والد صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کو دیکھ کر میرے دل نے گواہی دی کہ یہ زمینی شخص نہیں بلکہ آسمانی ہے۔ چنانچہ وہ جب یہاں چونڈہ میں آئے تو انہوں نے آ کر اپنے قبیلے میں اس سلسلے کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ تو کوئی عجیب ہی سلسلہ ہے۔فرشتے لوگ ہیں۔ چنانچہ مَیں، میرے والد، میرے تایا بلکہ سارے خاندان نے ہی بیعت کر لی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 183 روایت حضرت میاں رحیم بخش صاحبؓ)

حضرت چوہدری رحمت خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میری بیعت کا واقعہ اس طرح ہے کہ خواب میں مَیں گھر سے نکلا تو باہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بمع چوہدری مولا بخش بھٹی، چوہدری غلام حسین، مولوی رحیم بخش، مولوی شمس الدین، مولوی الف دین، مولوی عنایت اللہ، رحمت خان جٹ وغیرہ کے ساتھ کھڑے تھے اور اُس وقت بازار سے آئے تھے۔ چوہدری مولا بخش صاحب نے مجھ سے کہا کہ اب بیعت کر لو۔ اس سے اچھا وقت اور کونسا ہو گا۔حضرت صاحب خود یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مَیں ساتھ ہو گیا۔ یہ ساری پارٹی پہلے چوہدری مولا بخش کے کنوئیں پر گئی پھر ہمارے کنوئیں پر۔ وہاں حضرت صاحب نے نماز پڑھائی۔ نماز پڑھنے کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ (خواب میں یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں)۔حضور کی شبیہ مبارک میرے دل میں اس طرح گڑ چکی تھی کہ کبھی بھول ہی نہیں سکتی تھی۔ صبح اُٹھ کر میں گھر آیا۔ کرایہ لے کر قادیان کا رُخ کیا اور بیعت کی اور تین دن وہاں ٹھہرا رہا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 206 روایت حضرت چودھری رحمت خان صاحبؓ)

واقعات دیکھیں تو بعضوں کو بلکہ بہت سوں کو ہم نے دیکھا ہے، اس طرح لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعے پکڑ کے بیعت کروائی ہے۔

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے براہینِ احمدیہ 1892ء، 93ء میں پڑھی۔ میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا۔ پھر میں حضرت صاحب کی تحریرات اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تحریرات بالمقابل دیکھتا رہا۔مولوی محمد حسین کے دلائل سے میں یہی سمجھتا رہا کہ یہ کمزور ہیں۔ ان کا میری طبیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حضرت صاحب کے دلائل مضبوط بھی معلوم ہوتے تھے اور روحانیت بھی ظاہر ہوتی تھی۔ دن

بقیہ صفحہ 10 پر

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 26

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1.اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟
2.نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟
3.بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

فرمایا کہ

•دعویٰ مومن اور مسلم ہونے کا آسان ہے مگر جو سچے طور پر خدا تعالیٰ کا ساتھ دیوے تو خدا تعالیٰ اس کا ساتھ دیتا ہے۔ ہر ایک دل کو اس قسم کی سچائی کی توفیق نہیں مِلا کرتی یہ صرف کِسی کِسی کا دل ہوتا ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ دوست بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔بعض زن مزاج کہ وفا نہیں کرتے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ حق دوستی کو وفاداری کے ساتھ پورا ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وفادار دوست ہے اسی لئے تو وہ فرماتا ہے وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ (الطلاق: 4) کہ جو خدا کی طرف پورے طور پر آ گیا اور اعداء وغیرہ کسی کی پروانہ کی فَھُوَ حَسۡبُہٗ۔ تو پھر خدا تعالیٰ اس کے ساتھ پوری وفا کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 63، ایڈیشن 1984ء)

•سلطان محمود سے ایک بزرگ نے کہا کہ جو کوئی مجھ کو ایک دفعہ دیکھ لیوے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔محمود نے کہا کہ یہ کلام تمہارا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے۔ اُن کو کفّار ابو لہب، ابوجہل وغیرہ نے دیکھا تھا۔ اُن پر دوزخ کی آگ کیوں حرام نہ ہوئی۔ اس بزرگ نے کہا کہ اے بادشاہ کیا آپ کو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ وَھُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ (الاعراف: 199)۔ اگر دیکھا اور جھوٹا کاذب سمجھا تو کہاں دیکھا؟

حضرت ابو بکرؓ نے، فاطمہؓ نے، حضرت عمرؓ نے اور دیگر اصحابؓ نے آپ کو دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے آپ کو قبول کر لیا۔ دیکھنے والا اگر محبت اور اعتقاد کی نظر سے دیکھتا ہے تو ضرور اثر ہو جاتا ہے اور جو عداوت اور دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہے تو اسے ایمان حاصل نہیں ہوا کرتا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر کوئی میرے پیچھے نماز ایک مرتبہ پڑھ لیوے تو وہ بخشا جاتا ہے۔ اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کے مصداق ہو کر نماز کو آپ کے پیچھے ادا کرتے ہیں تو وہ بخشے جاتے ہیں۔

اصل میں لوگ نماز میں دنیا کے رونے روتے رہتے ہیں۔ اور جو اصل مقصود نماز کا قرب الی اللہ اور ایمان کا سلامت لے جانا ہے اس کی فِکر ہی نہیں حالانکہ ایمان سلامت لے جانا بہت بڑا معاملہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب انسان اس واسطے روتا ہے کہ مجھ کو با ایمان اللہ تعالیٰ دنیا سے لیجاوے تو خدا تعالیٰ اس کے اُوپر دوزخ کی آگ حرام کرتا ہے اور بہشت اُن کو ملیگا جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حصول ایمان کے لئے روتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جب روتے ہیں تو دنیا کے لئے روتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو بُھلا دیگا۔

اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ (البقرہ: 153) تم مجھ کو یاد رکھو مَیں تم کو یاد رکھونگا۔یعنی آرام اور خوشحالی کے وقت تم مجھ کو یاد رکھو اور میرا قرب حاصل کرو تا کہ مصیبت میں مَیں تم کو یاد رکھوں۔ یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ مصیبت کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا۔ اگر انسان اپنے ایمان کو صاف کر کے اور دروازہ بند کر کے رووے بشرطیکہ پہلے ایمان صاف ہو تو وہ ہرگز بے نصیب اور نامراد نہ ہو گا۔حضرت داوٗدؑ فرماتے ہیں کہ میں بڈھا ہوگیا مگر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جو شخص صالح ہو اور با ایمان ہو پھر اس کو دشواری پیش ہو اور اس کی اولاد بے رزق ہو۔

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 66 تا 67، ایڈیشن 1984ء)

•نماز ایسے ادا نہ کرو جیسے مرغی دانے کے لئے ٹھونگ مارتی ہے بلکہ سوزوگداز سے ادا کرو اور دعائیں بہت کیا کرو۔ نماز مشکلات کی کُنجی ہے۔ ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی مادری زبان میں بہت دعا کیا کرو تا اس سے سوز و گداز کی تحریک ہو اور جب تک سوزوگداز نہ ہو اسے ترک مت کرو کیونکہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور سب کچھ ملتا ہے۔ چاہیے کہ نماز کی جس قدر جسمانی صورتیں ہیں ان سب کے ساتھ دل بھی ویسے ہی تابع ہو۔ اگر جسمانی طور پر کھڑے ہو تو دل بھی خدا کی اطاعت کے لئے ویسے ہی کھڑا ہو۔ اگر جُھکو تو دِل بھی ویسے ہی جُھکے۔ اگر سجدہ کرو تو دل بھی ویسے ہی سجدہ کرے۔ دِل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال میں خدا کو نہ چھوڑے جب یہ حالت ہو گی تو گناہ دُور ہونے شروع ہو جاویں گے۔معرفت بھی ایک شئے ہے جو کہ گناہ سے انسان کو روکتی ہے۔ جیسے جو شخص سم الفار سانپ اور شیر کو ہلاک کرنے والا جانتا ہے تو وہ ان کے نزدیک نہیں جاتا۔ ایسے جب تم کو معرفت ہو گی تو تم گناہ کے نزدیک نہ پھٹکو گے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ یقین بڑھاؤ اور وہ دعا سے بڑھے گا اور نماز خود دعا ہے۔ نماز کو جس قدر سنوار کر ادا کرو گے اسی قدر گناہوں سے رہائی پاتے جاؤ گے۔معرفت صرف قول سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ بڑے بڑے حکیموں نے خدا کو اس لئے چھوڑ دیا کہ ان کی نظر مصنوعات پر رہی اور دعا کی طرف توجہ نہ کی۔ جیسا کہ ہم نے براہین میں ذکر کیا ہے مصنوعات سے تو انسان کو ایک صانع کے وجود کی ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ ایک فاعل ہونا چاہیئے لیکن یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ ہے بھی۔ ہونا چاہیئے اور شئے ہے اور ہے اور شئے ہے۔ اس ہے کا علم سوائے دعا کے نہیں حاصل ہوتا۔عقل سے کام لینے والے ہے کے علم کو نہیں پا سکتے۔ اسی لئے ہے کہ خدارا بخدا تواں شناخت لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ کے بھی یہی معنے ہیں کہ وہ صرف عقلوں کے ذریعہ شناخت نہیں کیا جا سکتا بلکہ خود جو ذریعے اس نے بتلائے ہیں ان سے ہی اپنے وجود کو شناخت کرواتا ہے اور اس امر کے لئے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ(الفاتحہ:6-7) جیسی اور کوئی دعا نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 367 تا 368، ایڈیشن 1984ء)

نفس کے ہم پر حقوق

•جس کا دل مردہ ہو وہ خوشی کا مدار صرف دنیا کو رکھتا ہے مگر مومن کو خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اور کوئی شئے پیاری نہیں ہوتی۔جس نے یہ نہیں پہچانا کہ ایمان کیا ہے اور خدا کیا ہے۔ وہ دنیا سے کبھی آگے نکلتے ہی نہیں ہیں۔ جب تک دنیا ان کے ساتھ ہے۔تب تک تو سب سے خوشی سے بولتے ہیں۔ بیوی سے بھی خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ مگر جس دن دنیا گئی تو سب سے ناراض ہیں۔ مُنہ سُوجا ہوا ہے۔ ہر ایک سے لڑائی ہے گلہ ہے۔ شکوہ ہے۔ حتّٰی کہ خدا تعالیٰ سے بھی ناراض ہیں تو پھر خدا تعالیٰ ان سے کیسے راضی رہے۔ وہ بھی پھر ناراض ہو جاتا ہے۔

مگر بڑی بشارت مومن کو ہے یٰۤاَیَّتُھَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ۔ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً (الفجر: 28-29)۔ اے نفس جو کہ خدا تعالیٰ سے آرام یافتہ ہے تو اپنے ربّ کی طرف راضی خوشی واپس آ۔ اس خوشی میں ایک کافر ہرگز شریک نہیں ہے۔ رَاضِیَۃً کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی مرادات کوئی نہیں رکھتا کیونکہ اگر وہ دنیا سے خلاف مرادات جاوے تو پھر راضی تو نہ گیا۔ اسی لئے اس کی تمام مراد خدا ہی خدا ہوتا ہے۔ اس کے مصداق صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کہ آپ کو یہ بشارت ملی۔ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ (النصر: 2) اور اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ (المائدہ:4)۔ بلکہ مومن کی خلاف مرضی تو اس کی نزع (جان کنی) بھی نہیں ہوا کرتی۔ ایک شخص کا قصّہ لکھا ہے کہ وہ دعا کیا کرتا تھا کہ میں طوس میں مروں۔ لیکن ایک دفعہ وہ ایک اور مقام پر تھا کہ سخت بیمار ہوا اور کوئی امید زیست کی نہ رہی تو اس نے وصیت کی کہ اگر میں یہاں مر جاؤں تو مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اسی وقت سے وہ رُوبصحت ہونا شروع ہو گیا حتّٰی کہ بالکل تندرست ہو گیا۔ لوگوں نے اس کی وصیت کی وجہ پوچھی تو کہا کہ مومن کی علامت ایک یہ بھی ہے کہ اس کی دعا قبول ہو۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن: 61) خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ میری دعا تھی کہ طوس میں مروں۔ جب دیکھا کہ موت تو یہاں آتی ہے تو اپنے مومن ہونے پر مجھے شک ہوا۔ اس لئے میں نے یہ وصیت کی کہ اہلِ اسلام کو دھوکا نہ دوں غرضکہ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً صرف مومنوں کے لئے ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے مالداروں کی موت سخت نامرادی سے ہوتی ہے دنیادار کی موت کے وقت ایک خواہش پیدا ہوتی ہے اور اسی وقت اُسے نزع ہوتی ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس وقت بھی اُسے عذاب دیوے اور اس کی حسرت کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں تا کہ انبیاء کی موت جو کہ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً کی مصداق ہوتی ہے۔ اس میں اور دنیادار کی موت میں ایک بیّن فرق ہو۔ دنیادار کتنی ہی کوشش کرے مگر اس کی موت کے وقت حسرت کے اسباب ضرور پیش ہو جاتے ہیں۔غرضکہ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً کی موت مقبولین کی دولت ہے۔ اس وقت ہر ایک قسم کی حسرت دُور ہو کر اُن کی جان نِکلتی ہے۔ رَاضِی کا لفظ بہت عمدہ ہے اور ایک مومن کی مرادیں

اصل میں دین کے لئے ہوا کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی کامیابی اور اس کے دین کی کامیابی اس کا اصل مدعا ہوا کرتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بہت ہی اعلےٰ ہے کہ جن کو اس قسم کی موت نصیب ہوئی۔

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 64 تا 65، ایڈیشن 1984ء)

•صلاح تقویٰ، نیک بختی اور اخلاقی حالت کو درست کرنا چاہیئے۔ مجھے اپنی جماعت کا یہ بڑا غم ہے کہ ابھی تک یہ لوگ آپس میں ذرا سی بات سے چڑ جاتے ہیں عام مجلس میں کسی کو احمق کہہ دینا بھی بڑی غلطی ہے اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لئے دعا کرو کہ خدا اسے بچالے۔ یہ نہیں کہ منادی کرو۔ جب کسی کا بیٹا بد چلن ہو تو اس کو سر دست کوئی ضائع نہیں کرتا بلکہ اندر ایک گوشہ میں سمجھاتا ہے کہ یہ بُرا کام ہے اس سے باز آجا۔ پس جیسے رفق۔ حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو ویسے ہی آپس میں بھائیوں سے کرو۔ جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبّر کی ایک جڑ ہے اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہو گیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اُسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ (البقرہ: 45) اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے بلکہ چاہیئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے۔ چونکہ خود تو وہ پابند ان امور کا نہیں ہوتا۔ اس لئے آخر کار لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (الصّف: 3) کا مصداق ہو جاتا ہے۔

اخلاص اور محبت سے کسی کو نصیحت کرنی بہت مشکل ہے۔ بعض وقت نصیحت کرنے میں بھی ایک پوشیدہ بغض اور کِبر ملا ہوا ہوتا ہے اگر خالص محبت سے وہ نصیحت کرتے ہوتے تو خدا تعالیٰ اُن کو اس آیت کے نیچے نہ لاتا۔ بڑا سعید وہ ہے جو اوّل اپنے عیوب کو دیکھے۔ ان کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے۔ یاد رکھو کہ کوئی پاک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اسے پاک نہ کرے۔ جب تک اتنی دعا نہ کرے کہ مَر جاوے تب تک سچا تقویٰ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے لئے دعا سے فضل طلب کرنا چاہیئے۔ اب سوال ہو سکتا ہے کہ اُسے کیسے طلب کرنا چاہیئے تو اس کے لئے تدبیر سے کام لینا ضروری ہے جیسے ایک کھڑکی سے اگر بد بُو آتی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ یا اس کھڑکی کو بند کرے یا بد بُو دار شئے کو اُٹھا کر دُور پھینک دے۔ پس کوئی اگر تقویٰ چاہتا ہے اور اس کے لئے تدبیر سے کام نہیں لیتا تو وہ بھی گستاخ ہے کہ خدا کے عطا کردہ قویٰ کو بیکار چھوڑتا ہے۔ ہر ایک عطاءِ الٰہی کو اپنے محل پر صرف کرنا اس کا نام تدبیر ہے جو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ ہاں جو نری تدبیر پر بھروسہ کرتا ہے وہ بھی مشرک ہے اور اسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے جس میں یورپ ہے۔ تدبیر اور دعا دونو کا پورا حق ادا کرنا چاہیئے۔ تدبیر کر کے سوچے اور غور کرے کہ میں کیا شئے ہوں۔ فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے۔ ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آنسو نہ بہیں۔ سانپ کے زہر کی طرح انسان میں زہر ہے اس کا تریاق دُعا ہے جس کے ذریعہ سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے۔ جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا۔ ایک دن اور رات جس کی دُعا سے خالی ہے وہ شیطان سے قریب ہُوا۔ ہر روز دیکھنا چاہیئے کہ جو حق دعاؤں کا تھا وہ ادا کیا ہے کہ نہیں۔ نماز کی ظاہری صورت پر اکتفا کرنا نادانی ہے۔ اکثر لوگ رسمی نماز ادا کرتے ہیں اور بہت جلدی کرتے ہیں جیسے ایک ناواجب ٹیکس لگا ہوا ہے۔ جلدی گلے سے اُتر جاوے۔ بعض لوگ نماز تو جلدی پڑھ لیتے ہیں لیکن اس کے بعد دعا اس قدر لمبی مانگتے ہیں کہ نماز کے وقت سے دُگنا تگنا وقت لے لیتے ہیں حالانکہ نماز تو خود دعا ہے جس کو یہ نصیب نہیں ہے کہ نماز میں دعا کرے اس کی نماز ہی نہیں۔ چاہیئے کہ اپنی نماز کو دُعا سے مثل کھانے اور سرد پانی کے لذیذ اور مزیدار کر لو ایسا نہ ہو کہ اس پر ویل ہو۔

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 368 تا 370، ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

•خدا تعالیٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کر کے دکھاؤ۔ ورنہ نکمی شئے کی طرح تم پھینک دیئے جاؤ گے۔ کوئی آدمی اپنے گھر کی اچھی چیزوں اور سونے چاندی کو باہر نہیں پھینک دیتا بلکہ ان اشیاء کو اور تمام کار آمد اور قیمتی چیزوں کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہو لیکن اگر گھر میں کوئی چوہا مرا ہوا دکھائی دے تو اس کو سب سے پہلے باہر پھینک دو گے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ہمیشہ عزیز رکھتا ہے اُن کی عمر دراز کرتا ہے اور ان کے کاروبار میں ایک برکت رکھ دیتا ہے۔ وہ ان کو ضائع نہیں کرتا اور بیعزّتی کی موت نہیں مارتا۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کی بیحُرمتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمہاری قدر کرے تو اس کے واسطے ضروری ہے کہ تم نیک بن جاؤ تا خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر ٹھہرو۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کے حکموں کی پابندی کرتے ہیں وہ ان میں اور ان کے غیروں کے درمیان ایک فرقان رکھ دیتا ہے۔ یہی راز انسان کے برکت پانے کا ہے کہ وہ بدیوں سے بچتا رہے۔ ایسا شخص جہاں رہے وہ قابلِ قدر ہوتا ہے کیونکہ اس سے نیکی پہنچتی ہے۔ وُہ غریبوں سے سلوک کرتا ہے۔ ہمسائیوں پر رحم کرتا ہے۔ شرارت نہیں کرتا۔ جھوٹے مقدمات نہیں بناتا۔ جھوٹی گواہیاں نہیں دیتا بلکہ دل کو پاک کرتا ہے اور خدا کی طرف مشغول ہوتا ہے اور خدا کا ولی کہلاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 400 تا 401، ایڈیشن 1984ء)

•فتنہ کی بات نہ کرو۔ شر نہ کرو۔ گالی پر صبر کرو۔ کسی کا مقابلہ نہ کرو۔ جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ۔ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہیئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جاوے۔ دنیا ختم ہونے پر آئی ہوئی ہے۔

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 413، ایڈیشن 1984ء)

(خاقان احمد صائم وفضلِ عمر شاہد۔لٹویا)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

تنے کی چھال کے ساتھ میّت کو ماپا جاتا ہے تا کہ قبر اس کے سائز کے مطابق بنائی جائے۔ کہتے ہیں کچھ دن کے بعد بڑے بھائی کی حاملہ بیوی بیمار ہوئی اور دو دن کے اندر فوت ہو گئی۔ اور اس کے سارے بچے بیچارے بیمار ہونے شروع ہوئے۔ ان کو فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ ان کے بھائی نے مشہور کر دیا کہ یہ جادو ٹونہ کرنے والا شخص ہے اور وہاں کا جو مقامی بادشاہ تھا، چیف تھا اس کے پاس شکایت کی۔ اس کو مدد کے لئے کہا۔ اس نے کچھ پیسے مانگے کہ یہ لے کر آؤ تو مَیں اس کا علاج کرتا ہوں۔ خیر ان کے بھائی نے رقم ادا کر دی۔ بادشاہ نے ابراہیم صاحب کو بلایا اور جب یہ گئے تو بڑے غصے اور طیش میں اس نے کہا کہ تم نے یہ کیا تماشا بنایا ہوا ہے۔ یہ نیا مذہب اختیار کیا ہے۔ نیا دین شروع کر دیا ہے۔ اس کو فوراً چھوڑو اور توبہ کرو ورنہ کل کا سورج نہیں تم دیکھ سکو گے۔ تمہارے پر کل کا دن نہیں چڑھے گا۔ ابراہیم صاحب کہنے لگے کہ مذہب تو مَیں نے سچ سمجھ کر قبول کیا ہے اس کو تو مَیں چھوڑ نہیں سکتا اور رہی بات مرنے کی تو زندگی موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر اس چیف نے یا بادشاہ نے کہا کہ اس علاقے کا خدا مَیں ہوں۔ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تم لوگ یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کیا فیصلہ کرنے لگا ہوں اور جس کو میں یہ کہہ دوں کہ وہ کل تک مر جائے گا تو وہ ضرور مرتا ہے۔ ابراہیم صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے تم اپنے روایتی لوگوں کو کہتے ہو گے لیکن میں اس بات میں تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ مگر مَیں دین نہیں چھوڑوں گا کیونکہ حقیقت یہی ہے اور سچا اسلام یہی ہے۔ اس پر چیف کو مزید غصہ آیا۔ اس نے اپنے لوگوں کو کہا ان کو لے جا کے کمرے میں بند کر دو۔ وہ لے کے جا رہے تھے تو ابراہیم صاحب نے ان لوگوں کو کہا کہ تم میرے بیچ میں نہ پڑو اور اس معاملے کو چھوڑو۔ مجھے بند کرنے کی بجائے جانے دو۔ خیر وہ لوگ بھی لالچی ہوتے ہیں کچھ رقم لے کے انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس بادشاہ نے یا چیف نے ان پر صبح کا سورج کیا طلوع کروانا تھا اگلے دن ہی اطلاع ملی کہ اس بادشاہ کو فالج ہو گیا اور وہ ہلنے جلنے کے قابل نہیں رہا اور دو دن بعد ہی وہ فوت ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ان کے بڑے بھائی جو اُن کے مخالف تھے انہوں نے خاندان والوں سے کہا کہ ہماری صلح کرا دیں۔ انہوں نے کہا میری تو لڑائی کسی سے تھی ہی نہیں۔ ہم تو ایسے ہی صلح جُو ہیں اور اسلام کا حقیقی پیغام بھی یہی ہے۔ تو اس چیف کے مرنے کا یہ نشان دیکھ کر وہاں علاقے میں اس کا بہت اثر ہوا اور بڑا چرچا ہوا۔ احمدیت کی سچائی ثابت ہوئی۔ تو یہ چیزیں ہیں جو آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں ثابت ہو رہی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 23/ مارچ 2018ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آج کی دعا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ، لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ

(صحیح مسلم، کِتَابُ الۡمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاۃِ بَابُ اسۡتِحۡبَابِ الذِّکۡرِ بَعۡدَ الصَّلَاۃِ وَبَیَانِ صِفَتِہٖ حدیث: 1352)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، حکومت اور فرمانروائی اسی کی ہے اور وہی شکر و ستائش کا حقدار ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ سید ومولیٰ، خاتم الانبیاء، خیر البشر، پیارے رسول حضرت محمدؐ کی بارگاہ ایزدی میں تسبیح وتحمید ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سُبۡحَانَ اللّٰہِ تینتیس دفعہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور تینتیس بار اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہا، یہ ننانوے ہو گئے اور سو پورا کرنے کے لیے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ، لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ کہا اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر (یعنی بہت زیادہ) ہوں۔

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

فرحان احمد حمزہ قریشی۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت مرزا غلام اللہ قادیانی رضی اللہ عنہ

صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے الہاماً فرمایا کہ ’’یَنْقَطِعُ اٰبَآؤُكَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ‘‘ یعنی ’’تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہو گا‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 79)

نیز 20/ فروری 1886ء کی عظیم الشان پیشگوئی میں یہ بھی فرمایا کہ ’’ہر یک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لا ولد رہ کر ختم ہو جائے گا۔ ... لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اِرد گرد پھیلائے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا‘‘

(دیکھئے تذکرہ، صفحہ 111 تا 112، مطبوعہ 2003ء)

چنانچہ یہ پیشگوئیاں نہایت شان کے ساتھ پوری ہوئیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے وقت آپ کے خاندان کے ستّر افراد زندہ تھے لیکن اُن ستّر میں سے صرف اُنہی کی نسل چلی جو بیعت کر کے آپ کی روحانی اولاد میں شامل ہو گئے۔

(بحوالہ تذکرہ، صفحہ 111، حاشیہ، مطبوعہ 2003ء)

حضرت مرزا غلام اللہ صاحب قادیانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جدّی خاندان کے ایک ایسے خوش قسمت وجود تھے جنہیں امام وقت کو پہچاننے اور صحابہ کے مبارک گروہ میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔ خاکسار آپؓ کی سیرت و سوانح کے چند پہلو پیش کر رہا ہے۔

[نوٹ:اس مضمون میں درج کی گئی تمام روایات مکرم مرزا مسعود احمد صاحب (کینیڈا) نے بیان کی ہیں، جو حضرت مرزا غلام اللہ صاحبؓ کے پوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سو سال پرانی باتیں ہیں جن کو میرے علاوہ اب کوئی اَور نہیں جانتا۔ چنانچہ خاکسار راقم الحروف سلسلہ کے ریکارڈ کے لئے یہ باتیں احاطہٗ تحریر میں لا رہا ہے۔]

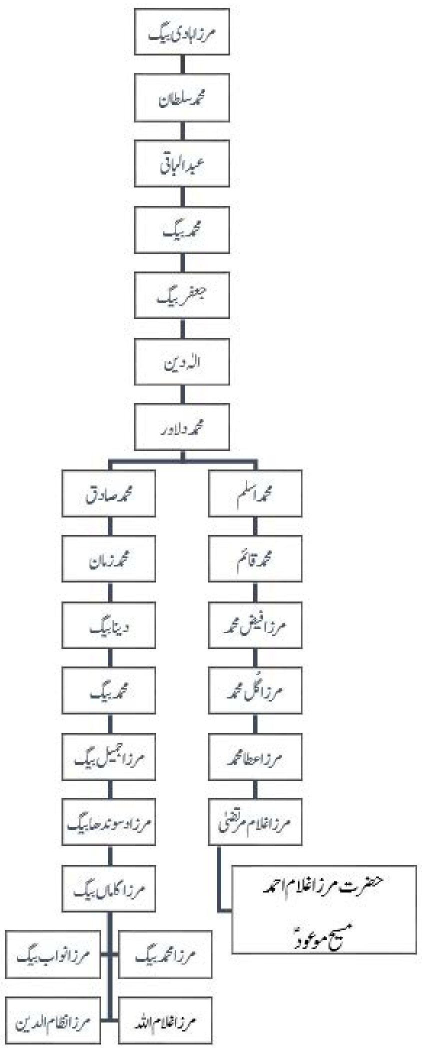

مختصر خاندانی تعارف

حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ تخمیناً 1852ء میں مرزا گاماں بیگ صاحب اور امیر بیگم صاحبہ کے ہاں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ مرزا ہادی بیگ کی پندرھویں پشت میں پیدا ہوئے اور آپ کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عالی نسب سے جا ملتا ہے۔یعنی مرزا دلاور بیگ پر دونوں انساب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل مندرجہ ذیل چارٹ میں پیش کی جاتی ہے:

آپ کے ابتدائی حالات کے متعلق زیادہ معلوم نہیں۔ آپ کے تین بھائی تھے اور کوئی حقیقی بہن نہیں تھی۔ دو (2) بھائی آپ سے بڑے تھے اور ایک چھوٹا۔سب سے بڑے بھائی کا نام مرزا محمد بیگ تھا۔ ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد حضرت مغلانی نور جان صاحبہؓ (وفات:4/جون 1938ء، بعمر 125 سال) سے ہوا جو صحابیہ تھیں اور جن کی روایات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی کتاب ’’سیرت المہدی‘‘ حصہ پنجم میں شامل کی ہیں

(دیکھئے روایات نمبر: 1354، 1372، 1375، 1385، 1392)

دوسرے بھائی کا نام مرزا نواب بیگ تھا۔ جبکہ آپ کے چھوٹے بھائی کا نام مرزا نظام الدین تھا۔ آپ کے بھائیوں میں سے آگے کسی کی نسل نہ چلی۔

آپ کا خاندان قادیان میں مسجد اقصیٰ کے علاقہ میں آباد تھا۔ اور جماعت احمدیہ کے قیام کے بعد جب صحابہؓ قادیان ہجرت کرنے لگے تو یہ جگہ ’’محلّہ انصار اللہ‘‘ کے نام سے معروف ہوئی۔

اتالیق بن کر ترکی جانا

1877ء یا 1878ء میں جب آپؓ 25 یا 26 سال کے ہوئے تو مرزا اعظم بیگ صاحب لاہوری نے آپ کو اپنے بیٹے مرزا اکبر بیگ صاحب کے ساتھ بطور اتالیق ترکی بھیجا۔ جہاں آپؓ مرزا اکبر بیگ صاحب کی تعلیم مکمل ہونے تک رہے۔

یہاں یہ تعارف پیش کرتا چلوں کہ مرزا اعظم بیگ صاحب لاہور کے بہت بڑے رئیس اور متموّل شخص تھے۔ انہیں مغل بادشاہوں کی زمینوں میں سے بہت جائیداد ملی ہوئی تھی۔ لاہور میں اعظم آباد میں اُن کی بہت جائیدادیں تھی اور یہ اُنہی کے نام سے مشہور ہے۔ 1866ء سے 1868ء تک ڈسٹرکٹ گجرات کے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی رہے۔

(Report on the Second Regular Settlement of the Gujrat District, Panjab, 1874, p.18)

اور حضرت مرزا غلام اللہ صاحبؓ اُن کے مختارِ عام تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ابتدائی خادم

حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کو ابتداء سے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت و محبت تھی۔ اس زمانہ میں جبکہ حضور علیہ السلام گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے، آپؓ حضور کی خدمت میں رہنا پسند کرتے اور حضورؑ کی اقتدا میں نمازیں ادا کرتے تھے۔ لہٰذا آپ کا شمار حضرت اقدس علیہ السلام کے ابتدائی خدّام میں ہوتا ہے۔حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ نے ’’حیاتِ احمد‘‘ میں آپ کا نام اُن سعادتمندوں میں شامل کیا ہے جنہیں ابتدائی زمانہ سے حضور کی خدمت کی توفیق ملتی رہی

(دیکھئے: حیاتِ احمد، جلد دوم، حصہ اوّل، صفحہ 105، جدید ایڈیشن مطبوعہ 2013ء)

مورخِ احمدیت مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے آپؓ کا نام اُن گنتی کے چند اصحاب میں درج کیا ہے جو حضرت اقدس علیہ السلام کے اُس وقت ساتھی تھے جبکہ آپ بالکل گمنام تھے اور ابھی براہینِ احمدیہ کی اشاعت نہ ہوئی تھی۔

(دیکھئے: تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 208، جدید ایڈیشن)

چنانچہ جن ایّام میں آپ ترکی جانے کی تیاری کر رہے تھے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ سے اس بات کا اظہار کیا کہ آپؓ کو کسی ایسے لڑکے کی ضرورت ہے جو کام کاج میں مدد کر سکے اور روٹی وغیرہ لایا کرے۔حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ نے اس کی تفصیل ’’حیاتِ احمد‘‘ میں درج کی ہے:

’’مرزا اسمٰعیل بیگ جو آج کل قادیان میں دودھ فروشی کرتا ہے 1877ء یا 1878ء کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور آپ کی زندگی کے آخری ایام تک کسی نہ کسی نہج سے آپ کی خدمت میں رہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے تایازاد بھائی مرزا غلام اللہ صاحب مرحوم مرزا اعظم بیگ صاحب کے بیٹے اکبر بیگ صاحب کے ہمراہ ترکی جانے والے تھے۔ حضرت نے انہیں فرمایا کہ کوئی لڑکا ہے جو میرے لئے گھر سے روٹی وغیرہ لے آیا کرے۔ اس پر مرزا غلام اللہ صاحب نے عرض کیا۔ کہ میرا چچازاد بھائی اسماعیل بیگ ہے۔ نماز کا پابند ہے۔ آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آو۔ میری والدہ سے پوچھ کر وہ مجھے جب کہ مَیں کھیلتا تھا اپنے ساتھ لے گئے۔ اگرچہ میں نے کہا کہ میں میاں جان محمد صاحب سے پڑھتا ہوں۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں وعدہ کر آیا ہوں تم چلو اور اس طرح پر وہ مجھے لے گئے۔ میری عمر اس وقت نو دس سال کی تھی۔ مجھے حضرت کے سامنے پیش کیا۔ اور میرے باپ کا نام سن کر آپ نے میری پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ اس کا باپ نیک اور بھلا مانس تھا۔‘‘

(حیاتِ احمد، جلد اوّل، حصہ سوم، صفحہ 433۔ جدید ایڈیشن، مطبوعہ 2013ء)

پس حضرت مرزا غلام اللہ صاحب اُن خوش نصیب لوگوں میں سے

تھے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت ابتدائی زمانہ سے نصیب ہوئی اور حضورؑ کی خدمت کرنے کی سعادت ملی۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدایِ بخشندہ

(سعدیؒ)

یعنی: یہ سعادت اپنے زورِ بازو سے حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ بخششوں والا خدا نہ عطا فرمائے۔

شادی اور اولاد

آپؓ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی اہلیہ جب شادی کے کچھ عرصہ بعد فوت ہوگئیں تو اُن کی چھوٹی بہن حضرت برکت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا آپ کے عقد میں آئیں۔

حضرت برکت بی بی صاحبہؓ 1865ء میں پیدا ہوئیں۔ یہ مغل برلاس تھیں جو دھرم پور رندھاوا کے مغل خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ اُن کا خاندان ''قلعے والے مغل'' کہلاتا تھا۔ سکھوں کی حکومت جب ہندوستان میں آئی تو اِس خاندان کو اپنی زمینیں اور جائیدادیں چھوڑنی پڑیں اور اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہوئے ایمہ ضلع ہوشیارپور ہجرت کرنی پڑی۔ 1891ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کی سعادت پائی اور بعمر 90سال مؤرخہ 14/ اکتوبر 1955ء بروز جمعۃ المبارک علی الصباح وفات پائی۔ اُسی روز حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ بعد نمازِ جمعہ پڑھائی۔ چنانچہ الفضل میں یہ اعلان شائع ہوا:

''نمازِ جمعہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مرزا سلام اللہ صاحب آف قادیان کی والدہ محترمہ کی نماز جنازہ پڑھائی جن کی وفات کل صبح چنیوٹ میں ہوئی۔ مرحومہ قدیم صحابیات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے تھیں مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئیں۔ احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔''

(روزنامہ الفضل، مؤرخہ 16/ اکتوبر 1955ء، صفحہ 1)

حضرت برکت بی بی صاحبہؓ کے بطن سے آپ کے ہاں جو اولاد پیدا ہوئی اس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

مرزا سلام اللہ صاحبؓ: 27/ جنوری 1889ء کو قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے۔ 1899ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ شفعیہ بیگم صاحبہ بنت مرزا حسین بیگ صاحب آف لنگروال تھیں۔ آپ نے 80 سال کی عمر میں مؤرخہ 3/ اپریل 1969ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

سردار بیگم صاحبہؓ: 1891ء یا 1892ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت مرزا برکت علی صاحب رضی اللہ عنہ ابن نواب مرزا ناصر علی بیگ آف لاہور (وفات: 22/ مئی 1978ء) کی اہلیہ تھیں۔ آپ مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب، مکرم مرزا فضل الرحمٰن صاحب اور مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب (مبلّغ سلسلہ) کی والدہ تھیں۔

مرزا منظور احمد صاحبؓ: 1900ء میں پیدا ہوئے اور پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں وقت گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ امۃ الحی عرف حمیدہ بیگم صاحبہ تھیں جو مرزا محمد اسمٰعیل (پٹواری) آف کوٹلی مغلاں ریاست کپورتھلہ کی بیٹی تھیں۔ آپ نے مؤرخہ 3/ فروری 1980ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ مکرم مرزا مسعود احمد صاحب کے والد تھے۔

حفیظہ بیگم صاحبہ: تاریخِ پیدائش معلوم نہیں۔ مرزا عبد الرحمٰن صاحب آف سیالکوٹ کی اہلیہ تھیں۔ جوانی میں فوت ہوئیں۔

رشیدہ بیگم صاحبہ : 1908ء میں پیدا ہوئیں اور پیدائشی احمدی تھیں۔ آپ کی شادی مکرم قریشی عبد اللطیف صاحب سے ہوئی جو قریشی احمد دین صاحب آف گجرات کے بیٹے تھے۔ آپ نے 92 سال کی عمر میں مؤرخہ 15/ مارچ 2000ء کو وفات پائی۔ آپ خاکسار راقم الحروف کی پڑدادی تھیں۔

مرزا سلیم احمد صاحب: تاریخِ پیدائش معلوم نہیں۔ بچپن میں فوت ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت

حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ چونکہ شروع سے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدت مند تھے، آپؑ ہی کے خاندان کے فرد تھے اور اپنے آپ کو ابتداء سے حضورؑ سے ہی منسلک سمجھتے تھے، لہٰذا آپ نے اوائل زمانہ میں دستی بیعت کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ لیکن غالباً حضرت حکیم الامّت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کی تحریک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر دستی بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ اور اس طرح آپ حضرت اقدس علیہ السلام کی روحانی اولاد میں شامل ہو گئے۔ بیعت کی معیّن تاریخ یا سن معلوم نہیں تاہم آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے اور آپ کا شمار پرانے صحابہ میں ہوتا ہے۔

(دیکھئے الفضل، 22/ دسمبر 1917ء، صفحہ 1)

قبولِ احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے خاندان کو بے شمار برکات سے نوازا۔ آج آپؓ کی اولاد دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کی صداقت کی دلیل ہے کہ ''یَنْقَطِعُ اٰبَآؤُكَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ'' (''تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہو گا'')۔ جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اُن جدّی بھائیوں کی نسل آگے نہ چلی جو آپ کی روحانی اولاد میں شامل نہ ہوئے، وہاں اُن تمام افرادِ خاندان پر اللہ تعالیٰ کے افضال کی بارش ہوئی جنہوں نے آپ علیہ السلام کی غلامی اختیار کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق آپ کی روایات

''سیرتِ احمد'' مؤلفہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ میں آپؓ کی تین روایات درج ہیں۔ آپ بیان فرماتے ہیں:

(1) ''میرے بھائی مرزا نظام الدین نے ذکر کیا کہ ایک دن میں حضرت مسیح موعود کے مکان کے پاس کھڑا تھا کہ ایک انگریز شاید کوئی پولیس آفیسر تھا۔ آیا اور مجھ سے پوچھا۔ مرزا صاحب کہاں ہیں۔ میں نے کہا آپ ٹھہریں میں ابھی ان کو اطلاع دیتا ہوں۔ میں نے اطلاع دی۔ آپ تشریف لائے۔ دو کرسیاں بچھائی گئیں۔ ایک پر انگریز بیٹھ گیا۔ ایک پر آپ۔ اس انگریز نے کہا۔ میں نے کچھ پوچھنا ہے۔ آپ نے فرمایا پوچھ لو۔ اس نے ایک کتاب نکالی۔ اور ورق گردانی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر کے بعد حیران سا ہو کر بولا۔ جو پوچھنا تھا وہ بھول گیا ہوں۔ اور جو نوٹ کیا تھا۔ وہ ملتا نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا پھر پوچھ لینا۔ جب یاد آئے۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بٹالہ کی طرف چلا گیا۔''

(2) ''میرے بھائی مرزا نظام الدین صاحب نے ذکر کیا کہ جن دنوں حضرت صاحب سیالکوٹ میں نوکر تھے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ مجھے حضرت صاحب پڑھایا بھی کرتے تھے۔ آپ وہاں بھیم سین وکیل کو جو ہندو تھا۔ قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے۔ اور اس نے تقریباً 14 پارہ تک قرآن حضرت صاحب سے پڑھا تھا۔ ایک دن حضرت صاحب نے صبح اٹھ کر بھیم سین کو مخاطب کر کے یہ خواب سنایا کہ آج رات میں نے رسول اکرمؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپ مجھ کو بارگاہ ایزدی میں لے گئے۔ اور وہاں سے مجھے ایک چیز ملی۔ جس کے متعلق ارشاد ہوا کہ یہ سارے جہان کو تقسیم کر دو۔ یہ میری خواب ہے اس کو لکھ رکھیو۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کی برکت سے معجزانہ شفایابی

(3) ''مجھے ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا۔ جب میں سخت بیمار ہو گیا۔ میرا بیٹا حضرت صاحب کی خدمت میں آیا اور بیماری کا حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ مولوی نور الدینؓ صاحب کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ مولوی صاحب کو لے گئے۔ انہوں نے علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مرض بڑھ گئی۔ شام کے وقت میرا چچا اور میرا بیٹا پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور سے عرض کیا۔ بیماری بڑھ گئی ہے۔ حکیم صاحب کا خیال ہے کہ اب بچنا مشکل ہے۔ زندگی کی نسبت موت قریب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا میں دعا کروں گا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد حالت میں تغیر ہو گیا۔ اور صبح تک میں بولنے لگا۔ اور دوپہر تک خدا کے فضل اور حضور کی دعا سے خاصی طاقت ہوگئی۔ حتّٰی کہ اگلے دن میں نے مسجد اقصیٰ میں جا کر نماز جمعہ ادا کی۔''

(سیرتِ احمد، صفحہ 150 تا 152۔ روایات نمبر 66، مرزا غلام اللہ صاحب انصار ساکن قادیان)

اخلاقِ حسنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت گزاری

آپ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت و عقیدت اور اطاعت گزاری ہے۔ چونکہ آپ کا تعلق حضرت اقدس علیہ السلام کے جدّی خاندان سے تھا، اس لئے آپ کے مراسم خاندان کے اُن افراد سے بھی تھے جو حضور علیہ السلام کی بیعت میں شامل نہیں تھے۔ آپ ان کو اکثر تبلیغ کرتے اور جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی تلقین کرتے رہتے۔

خاندان کے جن احباب سے آپ کے تعلقات تھے، اُن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچازاد بھائی مرزا امام الدین صاحب، مرزا نظام الدین صاحب اور ان کی بڑی بہن حرمت بی بی صاحبہ عرف ''تائی صاحبہ'' (اہلیہ مرزا غلام قادر صاحب) شامل ہیں۔

ایک دفعہ کسی گھریلو معاملہ کی وجہ سے آپؓ مرزا امام الدین اور

نظام الدین سے سخت ناراض ہو گئے۔ یہاں تک کہ صلح کی گنجائش نہیں رہی اور آپ نے ان سے تعلقات ختم کر دیئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو جب اس بات کا علم ہوا تو حضور علیہ السلام نے آپؓ سے فرمایا کہ ''آپ اُن سے ملتے رہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے اُن کو ہدایت دے دے۔'' لہٰذا حضور علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں آپؓ نے ان لوگوں سے تعلقات بحال کئے اور ان سے رابطہ قائم کیا۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے یہ الفاظ کہ ''ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے اُن کو ہدایت دے دے'' آپؓ کے دل میں اپنے اقرباء کی ہمدردی کے جذبات کی عکاسی کرتے ہیں۔ آپ یہی چاہتے تھے کہ کسی طرح آپ کے رشتہ دار آپ کی بیعت میں داخل ہو کر عافیت کے حصار میں آ جائیں۔ اور یہ مبارک الفاظ بڑی شان سے پورے ہوئے۔ اُنہیں جدّی بھائیوں کی اولاد میں سے سعید فطرت روحیں احمدیت کی آغوش میں آ گئیں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھاوجہ اور چچازاد بہن محترمہ حرمت بی بی صاحبہ اہلیہ مرزا غلام قادر صاحب سے حضرت مرزا غلام اللہ صاحب کا بہت پیار کا تعلق تھا۔ ویسے تو عمر میں وہ آپ سے بہت بڑی تھیں، لیکن آپ انہیں ہمیشہ احمدیت قبول کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ جب بھی ملتے ان سے یہی کہتے کہ ''بہن! میں آپ کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ احمدی ہو جاؤ۔'' اٹھتے بیٹھتے انہیں تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ بالآخر حرمت بی بی صاحبہ نے اوائل مارچ 1916ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ''تائی آئی'' کا الہام، جس میں ایک عظیم پیشگوئی پنہاں تھی، بڑی شان سے پورا ہوا۔

(الفضل قادیان، مؤرخہ 4/ مارچ 1916ء، صفحہ 1۔ نیز الہام کی تفصیل کے لئے دیکھئے: تذکرہ، صفحہ 665، مطبوعہ 2003ء)

''تائی'' حرمت بی بی صاحبہ نے نہایت اخلاص سے آخر دم تک اپنا عہدِ بیعت نبھایا۔ 1/5 کی وصیت کی۔ آپ نے مؤرخہ کیم / دسمبر 1927ء کو قریباً 100سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔

(دیکھئے الفضل قادیان، 6/ دسمبر 1927ء، صفحہ 1)

محترمہ ''تائی'' حرمت بی بی صاحبہ کی اپنی اولاد کم سنی میں فوت ہو گئی تھی، اس لئے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ اور اسی طرح انہوں نے اپنی بھتیجی خورشید بیگم صاحبہ بنت مرزا امام الدین صاحب کو بیٹی بنا لیا تھا۔ پس انہوں نے خورشید بیگم صاحبہ کی شادی حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے کرا دی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دونوں بزرگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جدّی خاندان کے دیگر افراد بھی بفضلہٖ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہوئے جن میں مرزا گل محمد صاحب ابن مرزا نظام الدین صاحب بھی شامل تھے۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کہ آپ کے خاندان کے افراد کو ہدایت نصیب ہو مختلف رنگوں میں پوری ہوئی۔ اور آگے اُنہیں افراد کی نسلیں چلیں جو آپ کی روحانی اولاد میں شامل ہو گئے۔

غیرتِ دینی

حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کی غیرتِ دینی کا اندازہ اِس بات سے ہوسکتا ہے کہ باوجود تعلّق اور رشتہ داری کے، آپ نے مرزا امام الدین صاحب کا جنازہ نہیں پڑھا۔ اس موقع پر آپ نے اپنے گھر کے تمام افراد کو منع کر دیا کہ تعزیت کے لئے ہرگز اُس کے گھر کوئی نہیں جائے گا۔ خاندانی رشتہ داری کے باوجود، آپ کی دینی غیرت اور آپ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت وعقیدت نے گوارا نہ کیا کہ ایسے شدید مخالف کی وفات پر آپ کے اہلِ خانہ میں سے کوئی افسوس کا اظہار تک کرے۔ یہ بات دیگر رشتہ داروں کو ناگوار گزری۔ چنانچہ مرزا امام الدین کی بڑی بہن ''تائی'' حرمت بی بی صاحبہ نے پوچھا ''غلام اللہ کتھے گیا اے؟'' (یعنی غلام اللہ کدھر گیا ہے)۔ جب انہیں بتایا گیا کہ ''او درس تے گئے نیں'' (وہ درس پر گئے ہوئے ہیں) اور تعزیت کرنے نہیں آئے تو انہوں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور بہت بُرا منایا۔ اور تمسخر سے چند نازیبا کلمات بھی کہے۔ لیکن حضرت مرزا غلام اللہ صاحبؓ کو کسی کی ناراضگی کی کچھ پرواہ نہ تھی کیونکہ آپ دل و جان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام تھے۔ بھلا آپؓ کو اپنے آقا کے دشمن کی وفات پر افسوس کیونکر ہوتا؟

جب مرزا امام الدین صاحب کے جنازہ کا وقت آیا تو آپؓ نے اُن کی نمازِ جنازہ ادا نہ کی۔ دوسری طرف سیّد محمد علی شاہ صاحب کلانوری جو لاہور میں افسر محکمہ جنگلات تھے اور جن کے ہاں لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹھہرا بھی کرتے تھے۔ انہوں نے جنازہ پڑھ لیا۔ اور پڑھ کر کہنے لگے کہ ''دیکھو بھئی غیروں نے مرزا امام دین کا جنازہ پڑھ لیا۔ اپنوں نے نہیں پڑھا۔'' یہاں ''اپنوں'' سے اُن کی مراد حضرت مرزا غلام اللہ صاحب تھے۔ یہ بات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں کسی نے عرض کر دی کہ سیّد محمد علی شاہ صاحب یہ کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے یہ سن کر نہ پوچھا کہ کس کے متعلق یہ بات کی گئی ہے بلکہ آپ سمجھ گئے کہ یہ مرزا غلام اللہ کے متعلق کہا گیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ہم مرزا غلام اللہ صاحب سے خوش ہیں۔ محمد علی شاہ صاحب ہماری مجلس میں نہ آیا کریں۔'' پھر جب آپؓ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؑ نے پوچھا ''آپ نے جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟'' آپ نے جواباً عرض کی کہ ''حضور! وہ تو دہریہ تھا۔ اُس کا جنازہ کیسا؟'' حضور یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھنا

آپؓ نے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت مرزا غلام اللہ صاحبؓ نے اپنے بڑے بیٹے مرزا سلام اللہ صاحب کو پٹواری کی service کے لئے فقیر افتخار الدین صاحب کے پاس بھیجا۔ فقیر صاحب بہت نامور شخصیت تھے جنہیں Companion of the Order of the Indian Empire جیسا بلند اعزاز حاصل تھا۔ وہ Settlement Officer تھے اور Punjab Chiefs' Association کے ممبر بھی

(دیکھئے کتاب The Punjab Chiefs' Association، مؤلفہ سردار پرتاپ سنگھ، صفحہ 84)

فقیر افتخار الدین صاحب آپؓ کو اچھی طرح جانتے تھے کیونکہ آپ مرزا اعظم بیگ صاحب لاہوری کے مختارِ عام رہ چکے تھے۔ چنانچہ جب مرزا سلام اللہ صاحب ان کے پاس گئے، فقیر صاحب نے اُن سے پوچھا کہ ''آپ مِڈل پاس ہیں؟'' مرزا سلام اللہ صاحب نے جواب دیا کہ ''نہیں، مِڈل پاس نہیں ہوں'' فقیر صاحب نے کہا ''اگر تم مِڈل پاس ہوتے تو ہم تمہیں تحصیلدار بنا دیتے۔ ہم نے تو مرزا غلام اللہ صاحب کو golden sparrow دیا تھا مگر انہوں نے نہیں لیا۔ اگر وہ لے لیتے تو تمہیں اِس وقت نوکری کی ضرورت نہ پیش آتی۔'' مرزا سلام اللہ صاحب کو یہ بات سمجھ نہ آئی کہ golden sparrow کسے کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جب بعد میں دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس سے مراد سونے کی چڑیا ہے۔ قادیان واپس پہنچنے پر انہوں نے اپنے والد حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ فقیر صاحب نے آپ کو کونسی سونے کی چڑیا دی تھی جس کو آپ نے لینے سے انکار کر دیا؟ حضرت مرزا غلام اللہ صاحب نے کہا کہ ''انہوں نے مجھے پانچ (5) مربع زمین دینی چاہی، مگر میں نے نہ لی۔'' مرزا سلام اللہ صاحب کے استفسار پر کہ اتنی وسیع زمین نہ لینے کی کیا وجہ تھی، آپؓ نے فرمایا ''اگر مَیں وہ زمین لے لیتا تو ہم احمدی نہ ہوتے۔ ہم پھر دنیا کے کاموں میں پڑ جاتے۔''

مہمان نوازی

حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ میں مہمان نوازی کا وصف بہت نمایاں تھا۔ آپ کے پوتے مکرم مرزا مسعود احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''ہمارے دادا جان کی عادت تھی کہ جب مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے جاتے تھے تو وہ دیکھتے تھے کہ کوئی رہ گیا ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں کہ کوئی رہ گیا ہے اور اُس کی رہائش کا انتظام نہیں، تو اپنے گھر لے آیا کرتے تھے۔ ہمارے پاس بہت سے گھر تھے جو ہمارے خاندان کے ایسے لوگوں کے تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی تھی اور فوت ہو گئے تھے اور اُن کی پیچھے نسلیں بھی نہیں چلیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے گھر ہمارے دادا جان کی ملکیت میں آ گئے تھے اور ایک پوری گلی کے مالک بن گئے۔ یہ گھر مسجد اقصیٰ کے پاس تھے۔ اُس زمانہ میں رواج یہی تھا کہ مسافر مسجد میں پہنچ جایا کرتے تھے اور نمازی اُن کی رہائش کا انتظام کر دیا کرتے تھے۔ بہرکیف، ایک دفعہ ایک مہمان آیا، جبکہ مرزا نظام دین کی بیٹی کی شادی تھی۔ ہمارے دادا جان منتظم تھے۔ اُس گھر میں سارے انتظام اِنہی کے ذمہ ہوتے تھے۔ دادا جان شادی والے گھر سے فارغ ہوئے، تو ہمارے رواج ہوتا ہے کہ شادی والے گھر سے کھانا برادری کا ہی کھانا ہوتا ہے اور وہ پھر بہت زیادہ کھانا گھروں میں بھیجتے ہیں۔ کیونکہ گھروں میں نوکر چاکر وغیرہ ہوتے ہیں، اور اُن کو بھی آگے دینا ہوتا ہے اور اسی طرح دیگر کام کرنے والوں کو بھی دینا ہوتا ہے۔ یہ رؤساء کا طریقہ تھا اُس زمانہ میں۔ دادا جان وہیں سے نمازِ عشاء پڑھنے چلے گئے۔ اور گھر میں نہیں آئے۔ جب نماز پڑھی تو ایک مسافر تھا جس کو ساتھ لے کر گھر چلے آئے۔ ہماری دادی جان سے پوچھا کہ کوئی کھانا ہے؟ میرے ساتھ مسافر آیا ہے۔ دادی جان ناراض ہو گئیں۔ کہنے لگیں کہ بچے تو بھوکے تھے۔ گھر میں جتنا کھانا تھا، میں نے اُنہیں کِھلا کر

سلا دیا ہے۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ شادی کے گھر والوں کو احساس ہوا کہ ہم نے انہیں کھانا نہیں بھیجا۔ پس وہاں سے بہت سارا کھانا آ گیا۔ میرے داداجان نے منع کر دیا دادی جان کو کہ یہ اِس مہمان کی قسمت میں کھانا ہے۔ کسی نے اِس کھانے کو ہاتھ نہیں لگانا۔ اور جتنا کھانا آیا تھا، اُس مہمان کے سامنے رکھ دیا۔ اور وہ مہمان سارا کھانا کھا گیا۔ حالانکہ عام حالات میں ایک آدمی اُتنا کھانا نہیں کھا سکتا تھا، جتنا وہ کھا گیا۔ اور اُس نے کہا کہ مَیں کئی دنوں سے بھوکا ہوں۔ مجھے کسی نے نہیں پوچھا۔''

دیانتداری

مکرم مرزا مسعود احمد صاحب اپنے دادا حضرت مرزا غلام اللہ صاحبؓ کی دیانتداری کے واقعات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''میرے ابا جان (مرزا منظور احمد صاحب) کی پیدائش پر مرزا اعظم بیگ صاحب لاہوری نے ہدیۃً ہمارے داداجان کو زمین دی۔ اِس پر خاندان کے لوگوں نے بہت بُرا منایا اور کسی کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ صرف حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ بہت اچھا ہوا ہے۔ مرزا غلام اللہ صاحب اتنے دیانتدار ہیں کہ اگر یہ گورنمنٹ کی سروس میں ہوتے تو انہیں اِس سے بڑھ کر اعزاز و اکرام ملتا۔''

پھر مزید بیان کرتے ہیں کہ ''دیانتداری کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ مرزا اعظم بیگ صاحب کی زمین تھی جو ''اعظم آباد'' کے نام سے موسوم تھی۔ وہاں سٹور (store) میں گندم کے ڈھیر لگے ہوتے تھے۔ میرے ابا جان (مرزا منظور احمد صاحب) چھوٹے تھے۔ جس طرح بچوں کی عادت ہوتی ہے، چنے بھنوانے کے لئے اباجان نے اعظم آباد کے سٹور سے گندم کے دانے لینے چاہے۔ وہاں دو ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر ہمارے دادا کی ملکیت میں تھا اور دوسرا ڈھیر کسی اَور کا تھا۔ اباجان کچھ دانے اپنی قمیص کے اگلے حصّے میں ڈال کر اُن کو بھنوانے جا رہے تھے کہ داداجان نے انہیں بازار کی طرف جاتے ہوئے دیکھ لیا۔ داداجان نے پوچھا کہ یہ دانے کہاں سے لائے ہو؟ کس ڈھیر سے؟ میرے ساتھ واپس جاؤ اور دکھاؤ کہاں سے لائے ہو۔ چنانچہ جب دونوں سٹور میں پہنچے تو اباجان نے دکھایا کہ فلاں ڈھیر سے لایا ہوں۔ داداجان نے کہا کہ واپس رکھو۔ یہ ہمارا نہیں ہے۔ تم ہمارے گندم سے دانے لو۔ یہاں تک ان کی امانتداری اور دیانت کا معیار تھا۔''

خلیفۂ وقت کی اطاعت اور اولوالعزمی

حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ خلافتِ احمدیہ کے جاں نثار عاشق اور خلیفۂ وقت کے ہر فرمان پر لَبَّیْکَ کہنے والے تھے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے عہدِمبارک میں حضورؓ نے آپ کو حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کی خواہش پر ارشاد فرمایا کہ ''آپ اپنی بیٹی (سردار بیگم) کا رشتہ مرزا برکت علی سے کرا دیں''۔ حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا نے حضرت مرزا برکت علی صاحب کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا اور ان سے بہت پیار کیا کرتی تھیں۔

پس جب حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد سنا تو اُسی وقت اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیا۔ اور گھر آ کر اپنی اہلیہ حضرت برکت بی بی صاحبہ کو کہا کہ ''میں نے سردار بیگم کا رشتہ پٹی والوں کے نواسہ سے کر دیا ہے''۔ مراد مرزا برکت علی صاحب تھے، جن کی والدہ کا خاندانی تعلّق پٹی سے تھا۔ (پٹی امرتسر سے قریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک پرانا شہر ہے جو ایک زمانہ میں لاہور کی تحصیل میں آتا تھا۔) آپؓ کی اہلیہ نے یہ بات سن کر کہا ''اودے کول تے زمین ہی نہیں ہے'' (یعنی اس کے پاس تو زمین ہی نہیں ہے۔ (مالی وسعت نہیں ہے) حضرت مرزا غلام اللہ صاحبؓ نے فرمایا ''تواڈے کول تے ہے ناں؟ انوہوں وی کچھ دے دو تے او وی زمیندار بن جائے گا'' (یعنی آپ کے پاس تو ہے ناں؟ اُس کو کچھ زمین دے دیں گے تو وہ بھی زمیندار بن جائے گا)۔ پس آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی آواز پر فوراً لَبَّیْکَ کہا اور حضورؓ کے ارشاد کے مطابق اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا۔

خلافتِ ثانیہ کے ابتدائی زمانہ کا واقعہ آپؓ کی چچازاد بہن فضل بی بی صاحبہ کے بیٹے مکرم مرزا احمد بیگ صاحب ساہیوال نے بیان کیا ہے جس سے آپؓ کی اطاعت گزاری اور اولوالعزمی نمایاں نظر آتی ہے۔ یہ واقعہ سوانح فضل عمر جلد دوم میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) رحمہ اللہ تعالیٰ نے درج فرمایا ہے۔ چنانچہ مرزا احمد بیگ صاحب بیان کرتے ہیں:

''ابتدائے خلافت سے ہی حضور (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ۔ ناقل) کو احباب کی اصلاح کا شدید خیال تھا۔ چنانچہ میرے ماموں جان حضرت مرزا غلام اللہ مرحوم رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ فرمایا کہ مرزا صاحب دوستوں کو حُقّہ چھوڑنے کی تلقین کیا کریں۔ اب درحقیقت ماموں صاحب خود حقّہ پیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا بہت اچھا حضور۔ گھر میں آئے۔ اپنا حقّہ جو دیوار کے ساتھ کھڑا تھا اس کا نیچہ ٹوپی وغیرہ توڑ دی۔ ممانی جان نے سمجھا کہ آج شاید حقّہ دھوپ میں پڑا رہا ہے اس لئے یہ فعل ناراضگی کا نتیجہ ہے لیکن جب انہوں نے کسی کو بھی کچھ نہ کہا تو ممانی صاحبہ نے پوچھا۔ آج حقّے پر کیا ناراضگی آ گئی تھی۔ فرمایا مجھے حضرت صاحب نے حقّہ پینے سے لوگوں کو منع کرنے کی تلقین کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ اور مَیں خود حقّہ پیتا ہوں۔ اس لئے پہلے اپنے حقّے کو توڑا ہے۔ پھر وہ نمازوں کے اوقات میں بھی اور دوسرے وقتوں میں لوگوں کو حقّہ چھوڑنے کی تلقین کرتے رہے اور خود مرتے دم تک حقّے کو منہ نہ لگایا۔''

(سوانح فضل عمر، جلد دوم، صفحہ 34 تا 35)

یہ واقعہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ 10/اکتوبر 2003ء میں بیان فرمایا۔ اور یہ حضور کی کتاب ''شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں'' کے صفحہ 230 پر زیرِ عنوان ''اطاعت کے نادر نمونے'' درج ہے۔ (مطبوعہ 2006ء)

وفات

حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات 65 سال کی عمر میں 18/ دسمبر 1917ء کو ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کی وفات کے موقع پر الفضل کے پہلے صفحے پر مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا:

''نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مرزا غلام اللہ صاحب جو ایک مخلص اور پکے احمدی تھے۔ 18/ دسمبر کو مختصر سی علالت کے بعد فوت ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ قادیان کے باشندے اور حضرت مسیح موعود کے پُرانے صحابہ میں سے تھے۔ اپنے دل میں سلسلہ سے سچی محبت اور جوش رکھتے تھے۔ اکثر نمازوں اور جمعہ کے دن بیماروں دیگر قسم کے ابتلاؤں وغیرہ میں پھنسے ہوئے احباب اور احمدیت کی اشاعت کے لئے دعاؤں کی تحریک کرتے رہتے تھے۔ احباب ان کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت کریں۔''

(الفضل، 22/ دسمبر 1917ء، جلد 5، نمبر 50، صفحہ 1)

تاریخ احمدیت جلد چہارم میں ''1917ء کے متفرق مگر اہم واقعات'' کی ہیڈنگ کے تحت تیسرا اہم واقعہ یوں درج ہے:

''3۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی بڑی دختر حفصہ بیگم (اہلیہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب) اور مرزا غلام اللہ صاحب کا انتقال۔''

(تاریخ احمدیت، جلد چہارم، صفحہ 205، جدید ایڈیشن)

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، آپ اپنی زندگی میں اکثر ''تائی'' حرمت بی بی صاحبہ کو تبلیغ کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ''بہن! مَیں تیرا جنازہ نہیں پڑھنا، تُسی احمدی نہیں ہو'' (یعنی بہن! میں آپ کا جنازہ نہیں پڑھوں گا کیونکہ آپ احمدی نہیں ہیں)۔ لیکن حضرت مرزا غلام اللہ صاحب پہلے وفات پا گئے حالانکہ اُن سے عمر میں بہت چھوٹے تھے۔ وفات کے وقت تائی صاحبہ آپ کے گھر آئیں۔ اپنے چہرہ سے پردہ اٹھا کر بڑے درد سے کہا: ''دھوکے بازا! دھوکہ دے گیا ایں ناں!'' مراد یہ تھی کہ تم کہتے تھے کہ مَیں تمہارا جنازہ نہیں پڑھوں گا مگر بالآخر خود ہی اِس سرائے فانی سے کوچ کر گئے ہو اور اب مَیں تمہارا جنازہ پڑھوں گی۔

آپ کا جنازہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ مکرم مرزا مسعود احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''جب داداجان کی وفات ہوئی، اُس وقت سیکرٹری بہشتی مقبرہ ہی وصیت لکھا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے داداجان کی وفات کے موقع پر اُس وقت کے سیکرٹری بہشتی مقبرہ حضرت سیّد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مولوی صاحب! مرزا صاحب کی وصیّت ہے؟ جواباً حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ نے عرض کی کہ حضور! اِنہوں نے مجھے کہا تھا کہ وصیّت لکھ لیں۔ لیکن میں لکھ نہیں سکا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِن کا کیا قصور ہے پھر؟ اِس طرح حضورؓ نے اُن کو بہشتی مقبرہ میں تدفین کی اجازت دے دی۔ اور اِسی لئے اُن کا وصیّت نمبر نہیں ہے۔''

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا غلام اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور آپؓ کی نسل کو ہمیشہ خلافتِ احمدیہ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مدثر ظفر

جہازوں کا قبرستان۔ بون یارڈ (AMARG)

Aerospace Maintenance and Regeneration Group

جہاز کا انجن آخری بار بند کر دیا گیا ہے۔ اب اس کی منزل بون یارڈ کا قبرستان ہے جو ایریزونا کے صحراء میں واقع ہے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جہازوں کا قبرستان ہے۔ اس میں 4000 سے زائد ریٹائرڈ جہاز موجود ہیں۔ یہاں موجود جہازوں اور ان کے پرزوں کی مالیت 35$ بلین ڈالر سے زائد ہے۔ یہاں 80 سے زیادہ اقسام کے جہاز موجود ہیں۔ اکثر جہاز ملٹری سے ریٹائر شدہ ہیں لیکن یہاں ناسا کے 13 خلائی جہاز بھی موجود ہیں۔ یہاں ایک قطار میں وہ جہاز بھی ہیں جو ریڈار پر نظر نہیں آتے۔ یہ جہاز بھی اپنی عمر پوری کر کے بون یارڈ میں استراحت کر رہے ہیں۔

بون یارڈ کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دس مربع کلومیٹر کے علاقہ پر پھیلا ہوا ہے جس کے چپے چپے پر جہاز پارک کیے گئے ہیں۔ جہازوں کے قبرستان کے لیے صحرائی علاقہ کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ یہ ایک وسیع میدانی علاقہ پر مشتمل رقبہ ہے جہاں کا موسم گرم ہے اور یہاں بہت کم بارشیں ہوتی ہیں۔ چناچہ ہوا میں نمی کا تناسب بہت ہی کم ہے جس کی وجہ سے جہازوں اور ان کے پرزوں میں زنگ نہیں لگتا۔ زمین کی مٹی سخت ہے جس کی وجہ سے جہاز زمین میں بھی نہیں دھنستے۔ نیز ایسے علاقہ میں جہازوں کے قابل استعمال پرزے نسبتاً محفوظ رہتے ہیں اور ان پر موسمی تغیرات کا اثر کم سے کم ہوتا ہے۔ بون یارڈ میں جہاز کو رکھنے سے پہلے انہیں محفوظ کرنے والے پراسس سے گزارا جاتا ہے تا کہ یہاں کھڑے کھڑے انہیں زنگ نا کھا جائے اور ان پر موسمی تغیرات کا اثر نا ہو۔ ان پر رنگ کیا جاتا ہے اور ان پرزوں پر حفاظتی کوٹنگ کی جاتی ہے جن کے مستقبل میں استعمال میں آنے کے امکان ہوتے ہیں۔ ہر چار سال بعد وہاں موجود ہر جہاز کو اس پراسس سے دوبارہ گزارا جاتا ہے۔ یعنی ایک طرح سے نیا کفن پہنایا جاتا ہے۔ ان میں ایندھن بھرا جاتا ہے، پھر خالی کیا جاتا ہے اور ان کے انجن کو اسٹارٹ، اسٹاپ کر کے دیکھا جاتا ہے۔

یہاں لاک ہیڈ 130 بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ لاک ہیڈ 130 کی خاصیت ہے کہ ریت، مٹی اور برف کے میدان میں بھی اترنے کی صلاحیت رکھتا ہے جہاں روایتی رن وے موجود نا ہو۔ یہاں دنیا کے سب سے بڑے ملٹری کارگو جہاز C5-A Galaxy بھی موجود ہیں۔ یہ اتنا بڑا جہاز ہوتا ہے کہ اس میں تین اپاچی 60- ہیلی کاپڑ با آسانی سما سکتے ہیں۔ بون یارڈ کے دامن میں ان کی تعداد 60 ہے۔ انہیں یہاں فولادی زنجیروں میں جکڑ کر رکھا گیا ہے۔

یہاں لائے جانے والے تمام جہاز بیک جنبش قلم ناکارہ قرار دے کر کھڑے نہیں کر دیے جاتے بلکہ ضرورت کے حساب سے ان کے پرزے الگ کر لیے جاتے ہیں جنہیں اگلی نسل کے جہاز بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں موجود امریکی افواج یہاں سے جہازوں کے لیے پرزے منگواتی ہیں۔

یہاں لائے جانے والے جہازوں کی حالت بہتر ہو تو انہیں مرمت کے بعد دوبارہ سروس میں بھی بھیجا جاتا ہے۔ کئی جہاز یہاں آنے کے بعد چند ہفتوں میں مرمت کے بعد دوبارہ اڑنے کے قابل بنا دیے جاتے ہیں۔ جبکہ کئی جہاز ایسے ہیں جو یہاں پچھلے پچاس سال سے ایریزونا کی ریت پھانک رہے ہیں۔ اور تا قیامت پھانکتے رہیں گے کیونکہ اب یہی ان کا مقدر ہے۔ اب وہ اتنے پرانے ہو چکے ہیں کہ ان کے پرزے بھی کسی کام نہیں آ سکتے۔

بالکل ناکارہ ہو چکے جہازوں کے پرزے نہ صرف امریکہ خود استعمال کرتا ہے بلکہ پوری دنیا میں یہاں سے جہازوں کے پرزے برآمد کیے جاتے ہیں۔ اوسطاً ہر سال 7000 ہزار پارٹس پوری دنیا میں برآمد کیے جاتے ہیں۔ بون یارڈ میں 800 مکینک ہر وقت جہازوں کے حساس حصے بخرے کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد بڑی تعداد میں ناکارہ اور خراب ہونے والے جہازوں کو سنبھالنے کا مسئلہ درپیش تھا۔ قبل ازیں ٹوسان میں ڈیوس مونتھان ایئر فورس بیس میں ان جہازوں کو رکھا جاتا تھا۔ تب اس کا رقبہ 2000 فٹبال کے گراؤنڈ کے برابر تھا۔ یہاں پر جہازوں کی درجہ بندی ان کی اقسام کی بناء پر کی جاتی ہے۔ جہاز کی حالت دیکھ کر اس کی قسمت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی جہاز بالکل ناکارہ ہو تو اس پر بہت بڑا DI لکھ دیا جاتا ہے جس کا مطلب ہے Distruction۔ اور پھر اس جہاز کے حصے بخرے کر دیے جاتے ہیں۔ اور انہیں ایسے طریقے سے ضائع کر دیا جاتا ہے کہ ان میں موجود ٹیکنالوجی غلط ہاتھوں میں نا پہنچ پائے۔

یہاں موجود ہر جہاز کی ایک کہانی ہے، ان میں ایسے جہاز بھی شامل ہیں جنہوں نے دوسری جنگ عظیم سمیت کئی جنگوں میں حصہ لیا ہے۔ ہر چیز بالآخر اپنے انجام کو پہنچتی ہے۔ دہشت اور تباہی کی علامت بننے والے یہ جہاز دنیا بھر کی سیر و سیاحت کے بعد بون یارڈ میں موجود ہیں۔ ان میں سے اکثر کی قسمت میں دوبارہ اڑان بھرنا نہیں لکھا۔

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔ نمائندہ الفضل آن لائن برکینا فاسو

مدرسہ بزبان مورے برکینا فاسو

برکینا فاسو میں 60 سے زائد زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں مورے، جولا، اور فلفلدے زبانیں شامل ہیں۔

چنانچہ اس سال جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو تینوں بڑی زبانوں میں ایک ماہ کے لیے مدرسہ منعقد کرنے کی توفیق ملی ان مدرسہ جات کا مقصد نومبائعین کی تعلیم و تربیت کرنا اور جماعت احمدیہ کی تعلیمات سے روشناس کروانا تھا۔

مورے زبان میں مدرسہ کا انعقاد یکم ستمبر تا 28 ستمبر 2021ء کو کدگو شہر میں ہوا۔ کدگو شہر برکینا فاسو کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا مشن ہاؤس مسجد اور ایک ہائی سیکنڈری سکول قائم ہو چکا ہے۔ چنانچہ سکول کی چھٹیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام کلاسز کا انعقاد اسی سکول میں ہی کیا گیا تا کہ شاملین کو مکمل تعلیمی ماحول میسر آ سکے۔

مدرسہ کو کامیاب بنانے کے لیے سعادت احمد صاحب ریجنل مشنری کدگو ریجن کی سربراہی میں پانچ رکنی کمیٹی بنائی گئی جن میں Sidibe Idrissa ریجنل قائد اور کدگو شہر کے قائد Kabore Moussa صاحب نے خاص طور پر بڑی محنت اور لگن سے انتظامات کو سرانجام دیا۔ مدرسہ کی افتتاحی تقریب کے لیے کونے داؤدا صاحب صدر خدام الاحمدیہ برکینا فاسو تشریف لائے۔

تدریس کا وقت صبح 8 بجے تا 1 بجے رکھا گیا۔ نماز ظہر کے بعد کھانا پیش کیا جاتا نیز عصر کی نماز تک قیلولہ کا وقت مقرر کیا گیا۔ نماز عصر کے بعد کھیل کا انتظام کیا جاتا۔ نماز مغرب کے بعد رات کا کھانا پیش کیا جاتا اور نماز عشاء کے بعد سٹڈی ٹائم رکھا گیا۔ ہر جمعہ کو نماز تہجد کا انعقاد کیا جاتا رہا، نیز روزانہ انفرادی نماز تہجد کے لئے بھی جگانے کا انتظام کیا گیا۔ ہر جمعہ کو بعد نماز عشاء مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا جاتا رہا۔ اسی طرح ہر جمعرات کو بعد نماز عصر وقار عمل کا بھی انعقاد کیا جاتا رہا۔

مدرسہ میں 11 جماعتوں سے 25 خدام اور 9 اطفال شامل ہوئے۔

اختتامی تقریب میں مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو نے شمولیت اختیار کی اور شاملین میں اسناد تقسیم کیں اور قیمتی نصائح کیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ مدرسہ شاملین کے علم و عرفان میں اضافہ کا موجب بنے اور نظام جماعت سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کا موجب بنے۔ آمین۔

ایڈیٹر کے نام خط

محمد عمر تیاپوری۔کوآرڈینیٹر علی گڑھ یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا

الفضل مجریہ 14،17 دسمبر 2021ء کے شمارے میں آپ کی طرف سے یہ اعلان پڑھنے کو ملا ”اسے ضرور پڑھیں“۔ بہت ادب سے عرض ہے الفضل میں شائع شدہ ہر حصہ ضرور پڑھتے ہیں۔ کوئی بھی حصہ مس نہیں ہوتا۔ الّا ماشاءاللہ سب ہی پڑھ لیتے ہیں۔ اگر کوئی آرٹیکل مزاج کے مطابق نہ بھی ہو تب بھی علم میں اضافہ اور حصولِ برکت کے لیے پڑھ ہی لیتے ہیں۔ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز الفضل کو شرفِ ملاحظہ عطا کرتے ہیں اور بعض ضروری امور میں رہنمائی بھی فرماتے ہیں تو ظاہر ہے اس اخبار کی عظمت، اہمیت اور برکت مسلّم اور مستند ہو جاتی ہے۔

بہت پرانی بات ہے قادیان بھارت اور ربوہ پاکستان میں بالترتیب 18، 19، 20 دسمبر اور 26، 27، 28 دسمبر کو جلسہ سالانہ منعقد ہوا کرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح کی منظوری سے انتظامیہ کی طرف سے مذکورہ تاریخوں میں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ تا یورپ، افریقہ اور مشرقِ وسطیٰ سے آنے والے غیر ملکی مہمان بیک وقت ہر دو جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرسکیں۔ پہلے قادیان کے جلسہ میں شرکت ہوا کرتی تھی پھر ربوہ کے جلسہ میں تا دونوں جلسہ ہائے سالانہ کی برکات سے اپنی جھولیاں بھرلیں۔ راقم الحروف کو ان تاریخوں میں قادیان میں منعقد ہونے والے کم و بیش اکثر جلسوں میں شرکت کی توفیق ملی۔ قدیم مہمان خانہ حضرت مسیح موعودؑ میں ان غیر ملکی مہمانوں کی میزبانی کا شرف بھی حاصل رہا۔ الحمدللہ ان دونوں جلسہ سالانہ کی حاضری بہت کم ہوا کرتی تھی۔ حاضری پانچ صد افراد سے تجاوز کرتی تو صحابہ کرامؓ اور درویشان کرام ایک دوسرے کو مبارکبادی دیتے کہ الحمدللہ اس دفعہ حاضری اچھی رہی۔ بالخصوص غیر ملکی مہمان تو جلسہ سالانہ کی رونق اور روحِ رواں ہوا کرتے تھے۔ وہ اردو زبان سے نابلد تھے۔ نہ اردو سمجھ سکتے تھے نہ ہی بول سکتے تھے۔

راقم الحروف پوری ذمہ داری سے تحریر کر رہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مہمان جلسہ سالانہ کے تینوں دنوں میں ہر اجلاس میں ذوق و شوق سے شرکت کرتے اور جلسہ کے اختتام تک خاموشی سے سارے پروگرام سنتے تھے اور اپنی جگہ سے ہلتے تک نہیں تھے۔ جب کہ ان کے پلّے کچھ بھی نہیں پڑتا تھا۔ پریس رپورٹرز نے ان مہمانوں سے یہ سوال بھی کیا کہ آپ لوگوں کو نہ اردو آتی ہے اور نہ ہی ہندی زبان پھر بھی آپکی ہر اجلاس میں حاضری اور شرکت ہوتی ہے۔ تو ان مہمانوں کا یہ جواب تھا ”ہم تو جلسہ سالانہ کی برکات حاصل کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں۔

بس یہاں پر بھی یہی بات کارفرما ہے۔ الفضل اخبار کو جو برکت اور اہمیت حاصل ہے وہ کسی اور اخبار کو نہیں۔حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظر اس پر پڑتی ہے۔ اس میں شائع ہونے والا ہر مواد کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس لئے یہ اخبار قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ یہ وہ اخبار ہے جس میں ہم کو بیک وقت ارشاد باری تعالیٰ، فرمانِ نبوی ﷺ، ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ، خلفاء کرام کے خطبات وخطبہ جمعہ، اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شب و روز کی دینی مصروفیات، تعلیمی، تربیتی۔ تبلیغی، تنظیمی اور سیاسی، سماجی اور معاشرتی اور طبی امور پر مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں۔ یہ اخبار ایک روحانی خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک پیشگوئی کے مطابق وہ دنیا میں مال کو لٹائے گا۔ آج الفضل ہی روحانی طور پر مال لٹا رہا ہے۔ اور پھر ہم اپنے گھر میں بیٹھ کر معلومات میں اضافہ اور اپنے اہل و عیال کی تربیت کر لیتے ہیں۔ دنیا میں بسے تمام شمع احمدیت کے پروانوں کے ہم وغم، دکھ درد اور خوشی میں برابر کے شریک ہو کر دعائیں کرتے ہیں۔ الحمدللہ

شکر ہے کہ آپ نے اس اخبار میں اشتہارات کو جگہ نہیں دی ورنہ اس کی مقبولیت بھی متاثر ہوتی۔ اس کے لئے ہم الفضل آن لائن لندن بورڈ کے بھی شکرگزار ہیں۔

آپ نے اپنے ایک اداریہ میں یہ بات زور دے کر لکھی ہے”یہ اخبار آج دنیا بھر میں اردو پرنٹ میڈیا میں سب سے زیادہ لمبی عمر پانے والا اخبار ہے۔“ لا ریب فیہ۔ اس لئے اس کے لئن شکرتم کا جزبہ فطری ہے اور کفرتم کا اسیر ہم بھگت رہے ہیں۔ خلافتِ ثالثہ کے دور میں حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے جلسہ سالانہ ربوہ کے اجلاس میں اپنی ایک تقریر میں بڑے واضح الفاظ میں یہ چیتاونی دی تھی ”اگر تم نے خلافت کی قدر نہیں کی تو خلافت کسی اور جگہ چلی جائے گی جہاں خلافت کی قدر ہو گی۔“ (خلاصہ مفہوم تقریر صاحبزادہ حضرت مرزا مبارک احمد)

قطع نظر اس بحث کے جس کی اس خط میں گنجائش نہیں ہمیں یہ سبق لینا بہت ضروری ہے کہ ”ہم قدر کرنا سیکھیں“ جس کی قرآن کریم نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ پس خلافت کی عظیم نعمت اور اس سے ملحق جو بھی ہیں ان کی کماحقہ قدر کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جزاکم اللہ احسن الجزا

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

بدن محبت بڑھتی گئی اور میری طبیعت پر گہرا اثر ہوتا گیا۔تحقیقات جاری رکھیں۔خوابوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ 1897ء میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے ہیں۔ میرا منہ مشرق کی طرف ہے۔حضرت اقدس کا چہرہ مبارک میری طرف ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت صاحب کے دائیں طرف ہیں۔ اُس وقت میرے خیال میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عمر آٹھ نو سال تھی۔حضرت اقدس نے خلیفہ ثانی کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ وہ احمد جو آگے تھا وہ پیغمبر تھا (یعنی جو احمد پہلے تھا وہ پیغمبر تھا) اور متبع پیغمبر نہ تھا۔(یعنی کسی کی اتباع میں نہیں آیا تھا) اور وہ احمد جو اَب ہے (اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے خلیفہ ثانی سے پوچھا کہ وہ احمد جو اَب ہے اُس سے مراد کون ہے؟ تو انہوں نے اشارہ کے ساتھ ہی سمجھایا کہ اس سے مراد آپ ہیں۔) متبع پیغمبر ہے۔ (یعنی یہ احمد جو ہے وہ پہلے احمد کی اتباع میں آیا ہے۔) اس کے بعد میں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ کچھ عرصہ بعد میں قادیان گیا اور دستی بیعت کی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 218-219 روایت حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ)

حضرت نظام الدین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور کو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ جناب سرورِ کائنات کی اکثر دور دراز کے علاقوں سے آیا کرتی تھی۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حدیث کے مطابق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ناں کہ میرے مسیح کو جاکے سلام کہو تو یہ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کا پیغام اکثر دور دراز کے علاقوں کی طرف سے آیا کرتا تھا)۔ مگر کہتے ہیں مجھے یہی خیال رہا کرتا تھا، (فارسی میں انہوں نے مصرع پڑھا ہے) کہ

ع پِیراں نَمے پَرَنْدْ مُریداں مے پَرا نَنْد

(کہ پیر نہیں اُڑتے مگر جو مرید ہیں وہ اُنہیں اُڑا رہے ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کی کوئی خوبی نہیں بلکہ یہ لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں تو اس وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت بن رہی ہے۔) کہتے ہیں آخر جب مسجد اقصیٰ میں بہت زاری سے دعا کی، تب اللہ تعالیٰ کے صدقے قربان، اُس نے ایک خزانہ غیب کا اس عاجز پر کھول دیا کہ جس کے لکھنے سے ایک شیٹ کاغذ کی ضرورت ہے۔تب بیعت کر لی اور امن اور تسکین ہوگئی۔ (کہتے ہیں جب زاری سے دعا کی تب اللہ تعالیٰ نے ایسا سینہ کھولا کہ تسکین ہوئی اور پھر میں نے بیعت کر لی۔ جو شیطانی خیالات تھے اور وساوس تھے وہ دُور ہو گئے)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 13 صفحہ 413 تا 416 روایت حضرت نظام الدین صاحبؓ)

اعلان نکاح

- مکرم مرزا فراز احمد طاہر مبلغ سلسلہ۔ نائیجریا یہ اعلان بھجواتے ہیں:

الحمد للہ !حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت خاکسار کا نکاح مکرمہ ماہم منیر صاحبہ بنت منیر احمد خان صاحب آف قادیان کے ساتھ مؤرخہ 18 دسمبر 2021ء کو پڑھایا۔

قارئین الفضل سے رشتے کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ادارہ الفضل کی جانب سے مبارکباد قبول کریں۔

تقریب رخصتانہ

- مکرمہ نازیہ نورین اظہر اہلیہ مکرم خلیل احمد۔ جرمنی تحریر کرتی ہیں:

خاکسار کی بیٹی سجیلہ احمد (واقفہ نَو) کی تقریب رخصتانہ مؤرخہ 5دسمبر 2021ء کو ہمبرگ جرمنی میں منعقد ہوئی۔اس مبارک تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد طٰہٰ نے کی اور مکرم رفیق احمد شاکر نےحضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام سے چند منتخب دعائیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔بعد ازاں مکرم شکیل احمد محمود مربی سلسلہ نے بچی کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزم نصر احمد ابن ظفر احمد (مرحوم) کیا۔ مہمانوں کی تواضع اور دعا کے ساتھ رخصتی عمل میں آئی۔ اگلے دن مؤرخہ 6دسمبر 2021ء کو دلہا کے ماموں مکرم محمد شفیق نے ایک ہال میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔

قارئین الفضل سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ مولا کریم اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ اور جہت سے بہت بابرکت فرمائے نیز اس جوڑے کو ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا اور خلافت احمدیہ کا حقیقی وفادار اور سچا مطیع بنائے اور یہ جوڑا اپنے پیارے آقا کے ارشادات کے مطابق ایک دوسرے کے حقوق کما حقہ ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیار اور رحم کا وارث بننے والا ہو۔ آمین ثم آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے مبارکباد قبول کریں۔

اعلانِ کامیابی

- مکرم انیس رئیس۔ جاپان سے اعلان بھجواتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرمہ نہال رفیق بنت مکرم فرحت رفیق نیشنل سیکرٹری مال، جاپان نے UVAS یونیورسٹی سے نمایاں اعزاز کے ساتھ گریجوئشن مکمل کی ہے اور انہیں مؤرخہ 20 دسمبر 2021ء کو گورنر پنجاب کی جانب سے کانسی کے تمغہ سے بھی نوازا گیا ہے۔تمام احباب کی طرف سے بیٹی اور اہل خانہ کو مبارک باد پیش ہے۔اللہ تعالیٰ یہ اعزاز آئندہ مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے بھی مبارکباد قبول کریں۔

فقہی کارنر

نماز باجماعت کی حکمت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں۔ اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281، 282)

داؤد احمد عابد۔استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ الفضل آن لائن سیرالیون

سیرالیون کے پورٹ لوکو ریجن میں مسجد کا بابرکت افتتاح

مکرم سفیر احمد صاحب ریجنل مبلغ پورٹ لوکو ریجن تحریر کرتے ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون کو مؤرخہ 5؍دسمبر کو پورٹ لوکو ریجن کی جماعت سونگو روڈ (Songo Road) میں ایک نئی مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

مسجد کا سنگِ بنیاد خاکسار (سفیر احمد) نے 26؍نومبر 2018ء کو ایک سادہ تقریب میں رکھا تھا اور اس کے تعمیری کام کی نگرانی کی سعادت بھی خاکسار کو حاصل ہوئی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا۔

اس مسجد کا کل مسقّف احاطہ 40×50 فٹ ہے اور اس میں 350؍نمازیوں کی گنجائش ہے۔

افتتاحی پروگرام کا باقاعدہ آغاز دن گیارہ بجے مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم عمر کمارا صاحب نے تلاوت و ٹمنی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔جس کے بعد مولوی نورالدین سیسے صاحب نے مہمانوں کا تعارف کروایا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں بتایا کہ کس طرح ابتداء میں جماعت کو شدید مخالفت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن جیسا کہ یہ سنت اللہ ہے کہ الٰہی جماعتیں شروع میں کمزور ہوتی ہیں اور انہیں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن پھر سنتِ الٰہی ہی کے تحت وہ آخر کار اپنے مخالفین پر کامیاب بھی ہوتی ہیں۔ اور ہم سب دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح جماعت ان سو سالوں کے عرصہ میں خدا کے فضل سے کامیابیاں حاصل کرتی رہی ہے اور ملک بھر میں مساجد اور سکولز بنائے ہیں اور تعلیم کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ خطاب کے بعد آپ نے باقاعدہ فیتہ کاٹ کر مسجد کا افتتاح فرمایا اور اور دعا کروائی۔

افتتاح کے بعد مسجد میں نمازِ ظہر باجماعت ادا کی گئی جس کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اس بابرکت پروگرام میں ایک ریجنٹ چیف Mr. F S Kanu، سابقہ منسٹر Hon. Dr. Alhaji Alpha Sahid Kanu، ممبر آف پارلیمنٹ Hon. Abdul Karim Kamara، ایک پیراماؤنٹ چیف Mr. Alhaji Gibril، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر Mr. Abdulai Koroma، آفیسر انچارج نیشنل سیکیورٹی Mr. Ali Momoh، پورٹ لوکو شہر کی سنٹرل مسجد کے چیف امام مکرم حسن سانکو، دس غیر از جماعت اماموں، ریجن کی اکثر جماعتوں کے نمائندوں سمیت 450؍سے زائد افراد نے شرکت کی۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

گھروں میں ذکر الٰہی

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(حدیقۃ الصالحین)

مرسلہ: محمد عمر تیماپوری، انڈیا

طلوع وغروب آفتاب

04 جنوری 2022

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:38	17:52
مدینہ منورہ		05:43	17:47
قادیان		06:02	17:38
ربوہ		05:42	17:18
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:37	16:09